عزالدین ابن عبدالسلام السلمی الشافعی
ترجمہ: ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

فضائل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ مضمون علامہ عزالدین ابن عبدالسلام السلمی الشافعی کی کتاب بدایۃ السول فی تفضیل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترجمے پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب علامہ ناصرالدین البانی کی تحقیق کے ساتھ المکتب الاسلامی، ایاد خالد الطباع کی تحقیق کے ساتھ دارالفکر اور ابوالفضل عبداللہ الصدیق الغماری کی تحقیق کے ساتھ التراث سے شائع ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَنْزَلَ اللهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ (۱)

اور اللہ نے آپ پر کتاب وحکمت نازل کی اور آپ کو وہ باتیں سکھائیں جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل رہا ہے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ (۲)

۱۔ النسا: ۱۱۳

۲۔ البقرہ: ۲۵۳

ان رسولوں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی، ان میں سے بعض سے اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجات بلند کئے۔

یہاں پہلی آیت میں نہایت واضح طور پر تفاضل بیان کیا گیا ہے اور دوسری میں اس کی نسبت درجات کے اعتبار سے مفاضلہ بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت سی وجوہات کے باعث دیگر انبیا ورسل پر فضیلت دی ہے۔

۱۔ اول یہ کہ آپ سب کے سردار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر (۱)

میں روز قیامت اولاد آدم کا سردار ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں۔

سید کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو اعلیٰ صفات اور اخلاق حسنہ سے متصف ہو اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں جہانوں میں سب سے افضل ترین ہیں۔ جب دنیاوی اور اخروی لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اخلاق عظیمہ سے متصف کیا گیا تو جزا اخلاق واوصاف پر ہی مرتب ہوگا۔ جب فضائل ومناقب اور اوصاف کے اعتبار سے دنیا میں ان پر فضیلت وفوقیت عطا کی گئی ہے تو آخرت میں بھی مراتب ودرجات کے اعتبار سے فضیلت ثابت ہوگئی۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ

انا سید ولد آدم ولا فخر۔

اس لیے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت اللہ عزوجل کے نزدیک آپ کے مرتبے سے آگاہ ہوجائے اور جب اپنی ذات والاصفات کے مناقب بیان کیے تو یقیناً فخر کا اظہار ہوتا تھا اور اس سے کوئی وہمی جہالت کی بنیا پر وہم میں مبتلا ہوسکتا تھا۔ لہٰذا فرمادیا **ولا فخر** یعنی مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔

۲۔ دوسرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

وبیدی لواء یوا الحمد یوم القیامت ولا فخر (۲)

۱۔ سیوطی۔ الجامع الصغیر: رقم ۲۶۸۷

۲۔ ابن ماجہ: رقم ۴۳۰۸

اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور مجھے اس پر فخر نہیں۔

۳۔ تیسرے یہ کہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان:

وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی (۱)

آدم علیہ السلام اور تمام لوگ روزِ قیامت میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور مجھے اس پر فخر نہیں۔

آپ کے یہ خصائص آپ کے بلندئ مرتبت کے ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اگر چہ اس میں تفصیل کا معنی نہ بھی پایا جائے اور صرف مناقب و مراتب ہی کی تخصیص ثابت ہو۔

۴۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگلے وپچھلے تمام گناہ بخش دیے گئے ہیں۔ پچھلے انبیاء میں سے کسی نبی کے بارے میں کوئی ایسی خبر نہیں دی گئی بل کہ یہی بات ظاہر ہوئی ہے کہ ہر نبی ورسول قیامت کے دن شفاعت کی درخواست سن کر اپنی لغزش کو یاد کرکے نفس نفس پکارے گا۔ اگر ہر شخص اپنی کوتاہیوں کی معافی کا علم رکھتا ہو تو وہ اس دن اس مقام اور سفارش سے نہ خوف کھائے، جب تمام خلِ خدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس دن شفاعت کی درخواست کریں گی تو آپ فرمائیں:

انا لها (۲)

میں ہی تو اس کا حق دار ہوں۔

۵۔ اور آپ ہی نے فرمایا ہے:

اول شافع واول مشفع (۳)

میں ہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی۔

یہ بات بھی آپ کی خصوصیت وفضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

۱۔ الجامع الصغیر۔ محولہ بالا

۲۔ ابن ابی العاصم۔ السنۃ۔ (۸۱۵۔۸۱۷)

۳۔ مسلم: ۸۹۲

۶۔اپنی اس بات پر ایثار کرنا کہ ہر نبی کی دعا قبول ہوئی اور ہر ایک نبی نے اپنے دین کی دعا میں عجلت دکھائی جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دعا کو اپنی امت کے لیے موخر کر دیا۔

۷۔اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کی قسم کھائی، چناں چہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۷۲﴾ (۱)

آپ کی جان کی قسم! بے شک وہ اپنے نشے میں اندھے ہو رہے تھے۔

جو بھی کسی کی زندگی کی قسم کھاتا ہے تو قسم کھانے والے کے نزدیک اس کی زندگی نہایت روشن اور معزز ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اس لائق ہے کہ اس کی قسم کھائی جائے کیوں کہ اس میں عمومی اور خصوصی برکت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی دوسرے کے لیے ثابت نہیں۔

۸۔اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ندا دینے میں بھی توقیر و تکریم سے کام لیا ہے۔

چناں چہ آپ کو سب سے محبوب اسما اور بہترین اوصاف کے ساتھ پکارا ہے۔

چناں چہ ارشادِ ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ (۲)

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)!

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ (۳)

اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)!

یہ خصوصیت آپ کے علاوہ کسی کے لیے ثابت نہیں بل کہ یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ ہر ایک

۱۔الحجر: ۷۲

۲۔الانفال: ۶۴، ۶۵، ۷۰ و دیگر مقامات

۳۔المائدہ: ۴۱، ۶۷

کو ان کے نام کے ساتھ پکارا گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰۤاٰدَمُ اسۡکُنۡ (۱)

اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہیں۔

یٰعِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ اذۡکُرۡ نِعۡمَتِیۡ عَلَیۡکَ (۲)

جب اللہ مریم کے بیٹے عیسیٰؑ سے فرمائے گا کہ تم میرے اس احسان کو یاد کرو۔

یٰمُوۡسٰۤی اِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰہُ (۳)

اے موسیٰ بے شک میں ہی اللہ ہوں۔

یٰنُوۡحُ اہۡبِطۡ بِسَلٰمٍ (۴)

اے نوح! اترو، ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں ہیں۔

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰکَ خَلِیۡفَۃً فِی الۡاَرۡضِ (۵)

اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین پر اپنا نائب بنایا۔

یٰۤاِبۡرٰہِیۡمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡیَا ۚ (۶)

اے ابراہیم، یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا۔

یٰلُوۡطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّکَ (۷)

اے لوط! ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں۔

۱۔ البقرہ: ۳۵

۲۔ المائدہ: ۱۱۰

۳۔ القصص: ۳۰

۴۔ ھود: ۴۸

۵۔ ص: ۲۶

۶۔ الصافات: ۱۰۴۔۱۰۵

۷۔ ھود: ۸۱

یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ (۱)

اے زکریا! ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔

یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ (۲)

اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے تھام لو۔

یہ حقیقت کسی سے بھی پوشیدہ نہیں کہ جب کوئی بڑی ہستی کسی چھوٹے کو اعلیٰ اوصاف اور عمدہ اخلاق وکردار کی بنا پر اعلیٰ ترین انداز سے پکارتا ہے اور اس کے مقابلے میں دوسری شخصیات کو ان کے عام معروف ناموں سے پکارتا ہے کہ جس سے ان میں کوئی اوصاف اور اخلاقی صفات ظاہر نہ ہوتی ہوں تو اس شخصیت کی عظمت وشان اور قدر منزلت وقار وحرمت تمام پر نہایت واضح انداز میں ظاہر ہو جاتا ہے کہ جسے اوصاف حمیدہ اور اعلیٰ اسما والقاب کے ساتھ پکارا جا رہا ہے اور یہ بات علم وعرف کے سے بھی بالکل ظاہر ہے کہ جسے بہترین اوصاف سے پکارا جا رہا ہے۔ یہ کامل اور مکمل انداز اس شخصیت کی تعظیم وتکریم اور عزت واحترام میں مبالغہ ہے۔

جیسا کہ کسی نے کہا ہے:

لاتدعنی الا بیا عبدھا

فآنہ افضل اسمائی (۳)

مجھے صرف اس کا بندہ (عبد) کہہ کر پکارا جائے۔ کہ میرے ناموں میں سب سے افضل ترین یہی ہے۔

۹۔ ہر نبی کا معجزہ ایک خاص مدت اور وقت تک کے لیے تھا اور وہ اپنے وقت مقررہ پر ختم ہو گیا، لیکن ہمارے پیغمبر خاتم النبیین دونوں جہانوں کے سردار کا معجزہ قرآن مجید قیامت تک باقی رہے گا۔ (۴)

۱۔ مریم: ۷

۲۔ مریم: ۱۲

۳۔ دلائل النبوۃ من کلام ابونعیم: ص ۹۔۱۱

۴۔ مسلم: ج ۱، ص ۹۲

۱۰۔ اور یہ کہ پتھروں کا آپ کو سلام کرنا۔ اور کھجور کے تنے کا آپ کی جدائی میں گریہ وزاری کرنا کسی نبی کے لیے ایسی مثال نظر نہیں آتی۔(۱)

۱۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے دوسرے انبیا کے معجزات کی نسبت سب سے اہم معجزہ کا ظاہر ہونا۔ جیسا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کا جاری ہونا۔

انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا پتھر سے پانی کے جاری ہونے کے مقابلے میں خرق عادت کے اعتبار سے انتہائی اہم ہے، اس لیے کہ پتھروں کی جنس سے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن سے پانی جاری ہوتا ہے اور انگلیوں کے درمیان سے پانی نکلنا، موسیٰ علیہ السلام کے پتھر سے پانی نکلنے کے مقابلے میں زیادہ اہم ہے۔(۲)

۱۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نابینا شخص کی آنکھیں اُسی جگہ درست کر دیں، لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گال تک نکلی اور لٹکی ہوئی آنکھ واپس لوٹا دی۔ اس میں دو اعتبار سے معجزانہ پہلو موجود ہیں۔

۱۔ ایک تو یہ کہ آنکھ نکل جانے کے بعد اس کا زخم ٹھیک کر دینا۔

۲۔ اور دوسرے اس کی آنکھ کی بینائی ضائع ہونے کے بعد اس کا واپس لوٹا دینا۔

۱۳۔ ایمان کی نعمت کے ساتھ ایسے لوگوں کو زندہ کیا جو کفر کی وجہ سے مردہ ہو چکے تھے ان کی تعداد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی مردے زندہ کرنے سے کہیں زیادہ ہے۔

۱۴۔ اللہ تعالیٰ ہر نبی کو اس کی امت کے اعمال واحوال کے مطابق اجر عطا فرمائے گا اور آپ کی امت تمام اہل جنت کا نصف ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کی بھی خبر دی ہے کہ آپ کی امت خیر امت ہے۔ جسے لوگوں کی بھلائی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔(۳)

آپ کے امتی تمام انبیا کے امتیوں سے معرفتِ احوال واقوال اور اعمال کے لحاظ سے بہتر

۱۔ خصائص الکبریٰ السیوطی: ج ۲، ص ۳۰۶۔۳۰۹

۲۔ ابونعیم: ص ۳۴۵۔۳۵۰

۳۔ آل عمران: ۱۱۰

ہیں لہٰذا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معرفت طریقت، عبادت، گفت گو کے آداب واخلاق اور ہر وہ عمل جس کے ذریعے اللہ عزوجل کا قرب حاصل کیا جاسکتا ہے اس کی راہ نمائی اور دعوت دی ہے۔ اس لحاظ سے قیامت تک جو عمل بھی کیا جائے گا اس کے اجر میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر کے شریک ہیں۔ انبیا میں سے کسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوا۔ حدیث شریف میں یہ وارد ہے:

الخلق عیال اللہ واحبھم الیہ انفعھم لعیالہ (۱)

ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اس میں اللہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو اس کے کنبہ کے لیے زیادہ نفع بخش ہو۔

جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصف اہل جنت کو فائدہ پہنچایا تو آپ کے علاوہ دوسرے انبیائے کرام کو باقی نصف میں سے کچھ حصہ کا نفع ملا تو آپ کی منزلت نفع کے عتبار سے دوسرے انبیا کی منزلت سے زیادہ قرب کا باعث ہے۔ لہٰذا آپ کی امت کا ہر نیک فرد اپنا مکمل اجر حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معارف ومناقب میں مزید اضافہ کا باعث بنتا ہے اور کوئی صاحب حال جو عمل بھی کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے اجر وثواب میں برابر کے شریک ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے احوال میں مزید اضافہ حاصل کرتے ہیں۔

اور کوئی بھی صاحب مقال اپنے قول سے اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرتا ہے تو اس اجر میں بھی مساوی شریک ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے قول اور تبلیغ رسالت میں اضافے کے حق دار ہیں، بالکل اسی طرح جو عمل بھی اللہ عزوجل کے قرب کا ذریعہ اور وسیلہ ہے جیسے نماز، زکوٰۃ، غلاموں کو آزاد کرانا، جہاد، نیکی، بھلائی کے کام، ذکر، صبر، عفوودرگزر وغیرہ ان تمام اعمال کے اجر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر کا استحقاق رکھتے ہیں۔ جو عالی درجہ یا مرتبۂ سنیہ کسی بھی امتی کو آپ رہ نمائی یا ارشادات عالیہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اس میں بھی درجات ومراتب کے لحاظ سے آپ برابر اجر کے مستحق ہیں اور وہ مزید بڑھتا رہتا ہے، جیسا کہ کسی شخص نے جس کسی شخص کو بھی ہدایت کی طرف بلایا یا اچھا طریقہ اختیار کیا اس کے لیے بھی اسی قدر اجر ہے، جس قدر مستفید ہونے والوں نے عمل

۱۔ رواہ مسلم۔ وھو مخرج فی الصحیحۃ: ۸۶۳

کیا۔ یہ بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجر میں اضافہ کا موجب ہوگا، کیوں کہ آپ نے اس عمل کی تعلیم دی اور رہ نمائی فرمائی۔(۱) یہی وجہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسراو معراج کی رات رو دیے کہ جنت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت موسیٰ علیہ السلام کی امت سے کئی گنا زیادہ ہوگی لیکن وہ کسی حسد کی بنیاد پر نہیں روئے تھے، جیسا کہ بعض جہلا کا وہم وگمان ہے۔ بل کہ وہ مراتب و درجات سے محرومی کی بنا پر روئے تھے۔(۲)

۱۵۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اسکی قوم کی طرف مخصوص کر کے بھیجا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جن وانس کی طرف مبعوث کیا گیا۔ اور ہر نبی کو اس کی امت کے حساب سے تبلیغ کا ثواب ملے گا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جن وانس جس کی طرف آپ بھیجے گئے یہ بہ راہ راست اور آپ کی طرف سے پہنچائے جانے کی نسبت ہر دو اعتبار سے تبلیغ کا ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس احسان کو جتلاتے ہوئے فرماتا ہے:

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ﴿٥١﴾ (۳)

اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈرانے والا بھیج دیتے۔

تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف اپنی بستی والوں کو ڈرانے کا ہی اجر وثواب ملتا۔

۱۶۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہِ طور اور وادئ مقدس پر کلام کیا۔ جب کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سدرۃ المنتہیٰ پر کلام کیا۔(۴)

۱۷۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

نحن الآخرون من اهل الدنيا والاولون يوم القيامة، المقضى لهم قبل الخلائق، ونحن اول من يدخل الجنة (۵)

۱۔ رواہ مسلم۔ وھو مخرج فی الصحیحۃ: ۸۶۳

۲۔ فقہ السیرۃ: ص ۶۴

۳۔ الفرقان: ۵۱

۴۔ مسلم: ج۱، ص ۱۰

۵۔ مسلم: ج۳، ص ۷

ہم تمام دنیا والوں میں سے سب سے آخر میں آنے والے ہیں اور قیامت کے دن سب سے اول ہوں گے اور تمام مخلوقات سے قبل ہمارا حساب وکتاب ہوگا اور ہم ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

۱۸۔ جب مطلقاً بلندیٔ مراتب اور سیادت کا ذکر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قیامت کے دن کے ساتھ اور سب سے پہلے قبر کھلنے اور سب سے پہلے شفاعت کرنے والے اور سب سے پہلے جس کی شفاعت قبول کی جائے گی، ان الفاظ سے مقید کر دیا۔

۱۹۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی خبر بھی دی ہے کہ قیامت کے دن تمام مخلوقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سمیت آپ کی طرف رجوع کرے گی۔ (۱)

۲۰۔ اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی ایک کو عطا ہوگا اور مجھے امید ہے کہ وہ مجھے ہی عطا کیا جائے گا، لہٰذا جو شخص بھی میرے لیے وسیلے کی دعا کرے گا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی۔ (۲)

۲۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے ستر ہزار افراد بغیر حساب وکتاب کے جنت میں جائیں گے۔ (۳)

یہ فضیلت آپ کے سوا کسی اور کے لیے ثابت نہیں ہے۔

۲۲۔ اور کوثر جو آپ کو جنت میں عطا کیا جائے گا اور حوض کھڑے ہونے کی جگہ پر عطا کیا جائے گا۔ (۴)

۲۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

نحن الآخرون السابقون (۵)

۱۔ حدیث شفاعت

۲۔ امام مسلم: ۲۴۲

۳۔ مسلم: ج۱، ص ۱۳۶

۴۔ بخاری: ج ۸، ص ۵۶۲

۵۔ ابونعیم: ص ۱۷

ہم بعد میں آنے والے سبقت کرنے والے ہیں۔

یعنی زمانے کے اعتبار سے پیچھے ہیں، مگر فضائل ومناقب کے اعتبار سے سبقت کرنے والے ہیں۔

۲۴۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے غنائم حلال کیے گئے آپ سے پہلے یہ کسی کے لیے حلال نہیں کیے گئے تھے۔(۱)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی صفیں فرشتوں کی صفوں کی مانند ہیں۔اور آپ کے لیے زمین کو مسجد اور اس کی مٹی کو پاکیزہ قرار دیا گیا اور یہ خصائص آپ کے علوِ شان اور آپ کی امت کے حق میں نرمی پر دلالت کرتے ہیں۔

۲۵۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے خلق کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (۲)

اور یقیناً آپ کا خلق عظیم ہے۔

مرتبے کے لحاظ سے بڑے لوگوں کا کسی چیز کو عظمت دینا اس کے عظیم وگراں قدر ہونے کی واضح دلیل ہے تو اس کے بارے میں کیا اعتقاد رکھیں گے، جس کی عظمت، شان اور بزرگی سب سے عظیم المرتبت ہستی نے بیان کی ہو۔

۲۶۔اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وحی کی تمام اقسام کے ذریعے کلام کیا، اور وہ تین قسم کی ہیں:

۱۔رویائے صادقہ کے ذریعے

۲۔کلام بغیر واسطے کے

۳۔حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے۔(۳)

۲۷۔اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کردہ کتاب ان تمام احکامات پر مشتمل

۱۔احمد

۲۔القلم:۴

۳۔فقہ السیرۃ:ص۹۶

ہے جن پر تورات انجیل اور زبور مشتمل ہیں اور مفصل سورتوں میں تفصیل بیان کی گئی ہیں۔(۱)

۲۸۔ پچھلی تمام امتوں کے مقابلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا عمل بہت کم اور اجر بہت زیادہ ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

مثل المسلمین الیھود والنصاری کمثل رجل استأجر قوماً یعملون عملاً یوماً الی اللیل علی اجر معلوم۔ فعملوا له نصف النھار فقالوا لاحاجة لنا الی اجرک الذی شرطت لنا وما عملنا باطل، فقال لھم، لاتفعلوا اکملوا بقیة عملکم وخذوا اجرکم کاملاً فابوا وترکوا واستأجر اجیرین بعدھم، فقال: اکملوا بقیة یوملم ھذا ولکم الذی شرطت لھم من الاجر فعملوا۔ حتی اذاکان حین صلاة العصر قالوا: لک ماعملنا باطل، ولک الاجر الذی جعلت لنا فیه فقال لھم اکملوا بقیة عملکم فان مابقی من النھار شیئی یسیر، فابوا فاستأجر قوماً ان یعملوا له بقیة یومھم فعملوا بقیة یومھم حتی غابت الشمس واستملوا اجر الفریقین کلیھما۔ فذلک مثلھم ومثل ماقبولا من ھذالنور۔ (۲)

مسلمانوں اور یہود ونصاریٰ کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے چند آدمیوں کو مزدور کیا کہ سب اس کا ایک کام صبح سے رات تک مقررہ وقت پر کریں، چناں چہ کچھ لوگوں نے یہ کام دوپہر تک کیا۔ پھر کہنے لگے کہ ہمیں تمہاری اس مزدوری کی ضرورت نہیں ہے، جو تم نے ہم سے طے کی ہے، بل کہ جو کام ہم نے کر دیا وہ بھی غلط رہا، اس پر اس شخص نے کہا کہ ایسا نہ کرو اپنا کام پورا کرلو، اور اپنی مزدوری لے جاؤ لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور کام چھوڑ کر چلے گئے، آخر اس نے دوسرے مزدور لگائے اور ان سے کہا کہ باقی دن پورا کرلو تو میں تمہیں وہی مزدوری دوں گا جو پہلے مزدوروں سے طے کی تھی۔ چناں چہ انہوں نے کام

۱۔ ابونعیم۔ الدلائل: ص ۲۸

۲۔ بخاری، باب الاجارہ: حدیث ۲۱۵۱

شروع کیا، لیکن عصر کی نماز کا وقت آیا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ ہم نے جو تمہارا کام کر دیا ہے، وہ بالکل بے کار رہا، وہ مزدوری بھی تم اپنے پاس ہی رکھو جو تم نے ہم سے طے کی تھی، اس شخص نے ان کو سمجھایا کہ اپنا باقی کام پورا کرلو، دن بھی اب تھوڑا ہی باقی رہ گیا ہے، لیکن وہ نہ مانے آخر اس شخص نے دوسرے مزدور لگائے کہ یہ دن کا جو حصہ باقی رہ گیا ہے اس میں یہ کام کر دیں، چناں چہ ان لوگوں نے سورج غروب ہونے تک دن کے بقیہ حصے میں کام پورا کیا اور پہلے اور دوسرے مزدوروں کی مزدوری بھی سب کی سب ان ہی کو ملی، تو مسلمانوں کی اور اس نور کی جس کو انہوں نے قبول کیا یہی مثال ہے۔

۲۹۔ اللہ عزوجل نے آپ کو زمین کی چابیاں پیش کیں اور آپ کو اس بات کا اختیار دیا کہ آپ بادشاہ بن جائیں یا عبادت گزار نبی بن جائیں تو آپ نے جبریل علیہ السلام سے مشورہ کیا تو انہوں نے تواضع اختیار کرنے کا مشورہ دیا تو اس پر آپ نے فرمایا کہ میں ''نبی عبد'' بننا چاہتا ہوں کہ ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں اور جب بھوکا رہوں تو اللہ ہی سے مانگوں اور جب پیٹ بھر کر کھاؤں تو اللہ کا شکر ادا کروں۔ (۱)

نبی صلی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے س بات کا ارادہ کیا کہ تنگ دستی وخوش حالی شدت ورخوت، نعمت وعسرت ہر حال میں اللہ کی یاد میں مشغول ومصروف رہیں گے۔

۳۰۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا۔ آپ کی امت کے گناہوں کی وجہ سے ان پر عذاب بھیجنے میں عجلت نہیں کی بل کہ ان کو مہلت دی گئی۔ (۲)

پہلی امتوں کے برعکس کہ انہیں اپنے انبیا کے جھٹلانے پر فوراً اللہ کے عذاب نے آن گھیرا تھا۔

۳۱۔ آپ کے عظیم اخلاق، بردباری، عفوودرگزر معارف کر دینا، صبر وشکر، اللہ کی رضا کی خاطر سب سے نرمی برتنا اور اپنی ذات کے لیے کسی سے ناراض نہ ہونا، مکارم اخلاق کی تکمیل کے

۱۔ ترمذی: ۲۳۴۸

۲۔ ابونعیم: ص ۹

لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھیجا جانا۔(۱)

خشوع وخضوع، رجوع الی اللہ، کھانے پینے، پہننے اوڑھنے اور رہنے میں تواضع وانکساری اختیار کرنا، خاندان وقبیلے سے اچھا سلوک کرنا، اخلاقِ کریمہ، نرمی ورخوت، امت کی بھلائی اور خیر خواہی، اس بات کی شدت سے خواہش کہ خاندان کا ہر فرد صاحبِ ایمان ہوجائے اللہ کے دین کی نصرت، اعلائے کلمۃ اللہ اور اس کا پیغام پہنچانے کے لیے شدید جدوجہد اور کوششیں، بے یار ومددگاری میں وطن چھوڑنا اپنی قوم اور غیروں کی تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا۔ آپ کے یہ چند فضائل ومناقب جو قران کریم اور دوسری شمائل کی کتابوں میں موجود ہیں۔(۲)

۳۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نرمی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ (۳)

یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان کے لئے نرم دل ہیں۔

۳۳۔ ساتھ ساتھ کفار پر شدت وسختی اور مومنین پر رحمت ورافت آپ کے خصائل ہیں۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ (۴)

محمد رسول اللہ کے رسول ہیں اور جو اُن کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحم دل۔

۳۴۔ جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی امت کے ایمان لانے پر حریص ہونے اور مؤمنین پر مکمل شفقت والفت کا تعلق ہے تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ

۱۔ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق

۲۔ امام ترمذی۔ الشمائل المحمدیہ

۳۔ آل عمران: ۱۵۹

۴۔ الفتح: ۲۹

عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (۱)

بے شک تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا جس پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے، جو تمہاری بھلائی کا خواہش مند ہے۔ وہ مومنوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہے۔

۳۵۔ رسالت کے پیغام کو پہنچانے کے لیے امت سے خیر خواہی کرنا۔ اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ (۲)

آپ ان سے منہ پھیر لیجیے۔ آپ پر ملامت نہیں۔

اگر پیغام رسالت کو پہنچانے میں کوتاہی کی ہوتی تو آپ پر ملامت کی جاتی۔ (۳)

۳۶۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی امت کو عادل حکام کے بہ منزلہ مقام ومرتبہ عطا کیا۔ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے تو تمام امتیں اپنے انبیا کے لیے رسالت کا پیغام پہنچانے کے بارے میں انکار کردیں گی تو اس وقت امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو پیش کیا جائے گا اور وہ ان لوگوں پر گواہی دیں گے کہ ان کے رسولوں نے تبلیغ کا حق ادا کردیا تھا۔ (۴)

یہ تخصیص کسی اور نبی کے لیے ثابت نہیں ہے۔

۳۷۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ فروع واصول دونوں میں کبھی بھی گم راہی پر جمع نہیں ہوگی۔ (۵)

۳۸۔ آپ پر نازل کردہ کتاب کی حفاظت، اگر اول وآخر کے تمام لوگ جمع ہوکر اس میں

۱۔ التوبہ: ۳۹

۲۔ الذاریات: ۵۴

۳۔ این خیال است ومحال است وجنون

۴۔ ابن ماجہ: ۴۳۸۴

۵۔ مشکوٰۃ: ۱۷۳۔۱۷۴

ایک لفظ کی بھی کمی بیشی کرنا چاہیں تو وہ اس سے عاجز آ جائیں گے اور وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکیں گے جب کہ توراۃ اور انجیل میں تغیر و تبدل کسی سے مخفی نہیں ہے۔

۳۹۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے عمل قبول نہ ہونے پر پردہ پوشی فرمائی ہے، جب کہ پہلی امتوں میں قربانی کی جاتی تھی اگر آگ اسے کھا لیتی تھی تو وہ قبول ہو جاتی تھی اور اگر وہ نہ کھاتی تو وہ غیر مقبول ہوتی اور اس طرح اس شخص کا راز افشا ہو جاتا تھا۔ (۱)

اور پھر یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمانا:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۝ (۲)

ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان:

انما انا رحمة مهداة (۳)

میں رحمت و ہدایت کا پیکر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اور فرمایا:

انا نبی الرحمة (۴)

میں نبی رحمت ہوں۔

۴۰۔ اور یہ کہ آپ کو جامع کلمات دے کر مبعوث کیا گیا ہے۔ اور آپ کے لیے بات کو بہت مختصر کر دیا گیا ہے اور آپ فصاحت و بلاغت میں تمام عرب سے فائق ہو گئے ہیں۔ (۵)

۴۱۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم بشر میں تمام انبیا و رسل پر فضیلت عطا فرمائی ہے، اسی طرح آسمان والوں میں منتخب کردہ پیغام رسانوں اور ملائکہ پر بھی کلی

۱۔ المائدہ: ۲۷
۲۔ الانبیاء: ۱۰۷
۳۔ مشکاۃ: ۵۸۰۰
۴۔ مسلم: ج ۸، ص ۹۰
۵۔ الصحیحۃ: ۱۴۸۳

فضیلت عطا فرمائی ہے لہٰذا افضل البشر تمام ملائکہ سے بھی افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ؕ (۱)

بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے وہ بہترین مخلوق ہیں۔

فرشتے جملہ مخلوقات میں شامل ہیں، اس لیے ''بریۃ'' ماخوذ ہے ''براء اللہ الخلق'' سے اللہ تعالیٰ مخلوقات کو عدم سے وجود میں لایا اور فرشتے اس ارشاد باری تعالیٰ میں شامل و داخل ہیں:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ

کہ وہ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے۔

اس لیے کہ لفظ عرفِ عام کے لحاظ سے بشر کے ایمان لانے پر ہی استعمال ہوتا ہے اس دلیل کے اعتبار سے کہ اطلاق کے وقت ذہن صرف اسی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ ''البرا'' سے ماخوذ ہے جس کا معنی تراب یعنی مٹی ہے، تو بشر کو مٹی ہی سے پیدا کیا گیا ہے گویا اس لحاظ سے کہا جائے گا کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ

باوجود یہ کہ وہ ایمان لائے نیک عمل کیے۔

اس لیے یہ لفظ عرف عام کے لحاظ سے بشر کے ایمان لانے پر ہی استعمال ہوتا ہے۔ اس دلیل کے اعتبار سے کہ اطلاق کے وقت ذہن صرف اسی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ ''البریۃ'' البراء سے ماخوذ ہے جس کا معنی تراب یعنی مٹی ہے تو بشر کو مٹی ہی سے پیدا کیا گیا ہے گویا اس لحاظ سے کہا جائے گا کہ

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البشر۔

تو اس کا جواب دو طریقوں سے دیا جائے گا ائمہ لغت نے ''البریہ کو عرب کے ہمزہ ترک کرنے میں شمار کیا ہے۔ یہ بات زیادہ واضح اور ظاہر ہے کہ امام نافع نے ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے اور یہ دونوں قرأتیں اللہ کا کلام ہیں، اگر دونوں میں سے ایک قرأت کی بنیاد پر ایمان والے تمام نوع بشیر پر فضیلت رکھتے ہیں تو دوسری قرأت کی بنا پر تمام مخلوقات پر فضیلت رکھتے ہیں اور جب

۱۔ البینۃ: ۷

یہ بات ثابت ہوگئی کہ نوع بشر صاحب فضیلت فرشتوں سے بھی افضل واعلیٰ ہیں تو یہ بات مسلمہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام مومنین وصالحین افضل ہیں۔ اس دلیل کے اعتبار سے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا کو جماعت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ (۱)

اور ہم نے ہر ایک کو تمام اہل جہان پر فضیلت دی۔

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ تمام نواع بشر اور فرشتوں سے افضل ہیں، اس لیے کہ ملائکہ ''عالمین'' میں شامل ہیں۔ خواہ علم سے مشتق ہو یا علامہ سے۔ جب انبیا فرشتوں سے افضل ہیں تو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیا سے افضل ہیں۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتوں کے بھی سردار ہیں اور آپ کو فرشتوں پر دوہری فضیلت وبرتری حاصل ہے اور یہ دونوں مرتبے اور مقام ودرجات کو اس ذات کے سوا کوئی اور نہیں جانتا جس نے خاتم النبین اور سید المرسلین کو تمام اہل جہاں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ یہ مثالیں اور اشارات صاحبانِ عقل اور ذہین وفطین لوگوں کے لیے کافی ہیں بل کہ چند مثالیں ہی کافی ہیں۔ ہم اللہ تعالیف سے اس کے کرم اور احسان کا سوال کرتے ہیں کہ وہ ہیں اپنے رسول کی سنتوں اور طریقوں اور تمام ظاہری وباطنی اخلاق عالیہ کی اتباع کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہمیں اس کے گروہ اور مددگاروں میں شامل فرمادے۔

بے شک وہ ہر شے پر قادر اور جلد قبول کرنے والا ہے۔

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اللھم صلی علی سیدنا محمد وعلی الہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیراً دائماً ابداً۔

۱۔ الانعام: ۸۶